ڈاکٹر عفیفی ابراہیم حسن (عربی)

فری میسن —— صیہونیت —— اشتراکیت

اسلام دشمن تحریکیں!

صیہونیت یہ ایک یہودی تحریک ہے جو فلسطین میں یہودی حکومت کے قیام اور بیت المقدس میں "ہیکل سلیمان" کی تعمیر کے لئے سرگرم عمل ہے جسے وہ اپنی قومیت کا نشان سمجھتے ہیں۔ صیہونیت یہودیوں کی ایک بہت بڑی اور پرانی تنظیم ہے جس کا مرکز لندن ہے۔ ۱۸۹۶ء میں ڈاکٹر تھیوڈور ہرزل [1] کی کوشش و ہمت سے اس کا آغاز ہوا۔ جو یہودی النسل اور امیر المنفی (انتہا پسند لیڈر) کے لقب سے مشہور تھا یہی شخص صیہونیت کا بانی، اس کے انداز فکر کا موجد اور فلسطین میں یہودیوں کی قومی حکومت قائم کرنے کا خواہاں تھا۔ صیہون صحرائے سینا میں ایک پہاڑ کا نام ہے۔ اسی نسبت سے اس تحریک کا نام صیہونیت رکھا گیا۔ اس پہاڑ پر حضرت داؤد علیہ السلام [2] نے خواب میں ہیکل (معبد۔ یہودیوں کی عبادت گاہ) کی شکل دیکھی اور اسے تعمیر کرنے کا حکم دیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس معبد کی شکل سے مطلع کیا اور آپ کی وفات کے بعد سلیمان علیہ السلام نے اس ہیکل کو مضبوط بنیادوں پر تعمیر کیا۔ اس معبد کے لئے لکڑی لبنان کے صنوبر کے درختوں کی استعمال کی گئی۔ اور یہ ہیکل موریا پہاڑ پر بنایا گیا جس کا ذکر تورات میں بھی آیا ہے ہیکل سلیمان کے احاطہ میں سے ایک دیوار ہ دیوار گریہ (البراق الاسلامی [3]) باقی ہے جو مسجد اقصیٰ کی

؎1 "تھیوڈور ہرزل" وی آنا کا ایک یہودی تھا جس نے ۱۸۹۶ء میں "ریاست یہود" کے نام سے ایک رسالہ شائع کر کے یہودیوں کے لئے قومی وطن کا مخصوص تصور پیش کیا۔ اس نے یہودی ریاست کی حدود کو دیوراں (ترکی) سے نہر سویز تک مقرر کیں اور یہود کو فلسطین داؤد و سلیمان کا نعرہ دینے کے علاوہ واضح طور پر صیہونی تحریک کے مقاصد متعین کر دیئے ؎2 حضرت داؤد ۱۰۸۵ ق م میں پیدا ہوئے ۳۰ سال کی عمر میں سلطنت ملی اور ۴۰ سال تک حکومت کی ۹۴۵ ق م میں وفات پائی۔ ؎3 البراق الاسلامی۔ حرم شریف کی مغربی دیوار میں ۵۰ فٹ کے ایک ٹکڑے کے بارے میں یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ یہ ہیکل سلیمانی کے باقیات میں سے ہے۔ چنانچہ

کی مغربی دیواروں میں سے ایک دیوار ہے ۔ جسے یہودی چومتے چاٹتے ہیں ۔ اور اس کے پاس گریہ وزاری کے مظاہرے کرتے ہیں ۔

اشتراکیت اور بالشوزم | اشتراکیت کے یہ معنی ہیں کہ ہر چیز انسانوں کے لئے مشترک ہے ۔ یہ ایک ایسی تنظیم ہے جو معاشرہ کے مختلف طبقات میں تخریب کاری کے ذریعے امتیاز ختم کرنے کی کوشش کرتی ہے ۔ یہ تنظیم چونکہ اللہ تعالیٰ اور ادیانِ الٰہیہ کی منکر ہے اور ملحد ہے ۔ لہٰذا یہ اپنی حکومت کے قیام کی خاطر دین اور وطن کسی چیز کو بھی تباہ کرنے سے گریز نہیں کرتی ۔

اشتراکیت کے بنیادی اصول دو ہیں ۔ پہلا یہ کہ مملکت کے تمام وسائل پر قبضہ کیا جائے اور دوسرا یہ کہ ایک سیاسی جماعت کی حکومت (ONE PARTY GOVERNMENT) ہو اور اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اپنی ہی جماعت میں سے تحریک کی وفادار شخصیتوں کو حکومت میں لایا جاتا ہے ۔

اشتراکیت (COMMUNISM) کے نام میں بہت بڑا فریب ہے ۔ اور لوگ اسے جنت سماوی سمجھنے لگتے ہیں ۔ یہ تحریک یہودی اندازِ فکر کی مرہونِ منت اور بڑے بڑے یہودیوں کے افکار و اختراع کا نتیجہ ہے ۔ کارل مارکس جو اس تحریک کا بانی ہے صیہونیت کا سرگرم رکن اور رومی پروفیسر اور عالم تھا ۔ یہ تحریک بالشوزم (انتہا پسند انقلابی جماعت) کے نام سے مشہور ہوئی ۔ اس تحریک کے کارکن عالمی صیہونیت کے مقاصد کی تکمیل کی خاطر کسی بھی علاقہ کے اجتماعی نظام خواہ وہ سیاسی ہو یا دینی، فکری ہو یا اقتصادی ——— کو زیر و زبر کرنے اور عوام الناس کو گمراہ کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں ۔ کارل مارکس کے علاوہ اس تحریک کے دوسرے قائدین مثلاً ٹراٹسکی ۔ لینن اور زینوفیساف یہودی صیہونی اور رومی النسل تھے جو جمہوری اشتراکیت کے نام پر لوگوں کو گمراہ کرنے ۔ شرقی فلسطین اور مغربی روم حاصل کرنے کی کوششوں میں لگے ہوئے تھے ۔

فری میسن (الماسونیہ) | اس تحریک کو فرانسیسی زبان میں "فرنسا سونتری" کہا جاتا ہے اور انگریزی میں فری میسن (FREE MASON) کہا جاتا ہے جس کے معنی "آزاد تعمیر" بھی ہو سکتے ہیں ۔ اور "آزاد معمار" بھی ۔ آزاد سے مراد ہیکل سلیمان ہے اور آزاد معماروں سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے ابتداءً ہیکل سلیمان کو تعمیر کیا ۔

بقیہ حاشیہ — کی مغربی دیوار میں پچاس فٹ کے ایک ٹکڑے کے بارے میں یہودیوں کا دعویٰ ہے کہ یہ ہیکل سلیمانی کے باقیات میں سے ہے ۔ چنانچہ یہودی جب اس مقام پر آتے ہیں تو گریہ و بکا کرتے ہیں ۔ اور اسی نسبت سے اس کا نام دیوارِ گریہ پڑ گیا ہے ۔ اس مقام کو مسلمان البراق کہتے ہیں کیونکہ شب معراج کو سرور کائنات اسی جگہ براق سے اترے ۔ براق کو باندھا اور بعد میں تشریف لے گئے تھے ۔ اس جگہ کی نشاندہی کے لئے ایک گول کڑا لگا ہوا ہے ۔

آغاز | سب سے پہلے جس شخص نے یروشلم میں فری میسن کی پہلی مجلس منعقد کی وہ ہیروڈوس اغریپا تھا۔ یہ یہودی حکمران (۳۷ء تا ۴۴ء) تھا اور ہیروڈوس اکبر کا پوتا تھا۔ ہیروڈوس[1] اکبر وہ یہودی ظالم بادشاہ تھا جس نے بیت لحم کے بچوں کو محض اس خوف سے قتل کیا تھا کہ مسیح منتظر ان میں پیدا ہونے والا ہے جو اس کی حکومت کا خاتمہ کرے گا۔ اور اس کا یہی فعل سیدہ مریمؑ اور اس کے بچے یسوع اور یسوع کے خالو یوسف النجار کے وہاں سے نکلنے کا سبب بنا کیونکہ فرشتے نے مریمؑ کو حکم دیا تھا کہ وہ بچے کو لے کر مصر کی طرف چلی جائے اور اس طرح اپنی جان بچائے۔

جن لوگوں نے محفل اول میں ہیروڈوس سے تعاون کیا۔ ہیرودوس نے ان سے کہا کہ سب سے ضروری بات یہ ہے کہ ہماری اس عظیم و پرشکوہ جماعت کی بنیاد کی تاریخ کا لوگوں میں سے کسی کو علم نہ ہونے پائے تاکہ جو لوگ اس جمعیت میں داخل ہوں انہیں یہ معلوم نہ ہو سکے کہ اس قدیم جماعت نے کون سے زمانہ میں تشکیل پائی۔ اور اس کے بانی مبانی کون تھے؟ بلکہ یہ تاثر دیا جائے کہ یہ تحریک ابھی تھوڑا عرصہ پیشتر ماند پڑ گئی تھی۔ ہیروڈوس اغریپا نے اپنے باپ کے متروکہ ذخائر میں چند قدیم اوراق دیکھے جو اس "پرانی جماعت" کے قوانین و ضوابط کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ لہذا اس نے وہ اوراق نکالے اور اسی جماعت کی طرف توجہ کی۔ اور اس تاریخی بنیاد کو سربستہ راز بنانے کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کو ایسی اہم اور بڑی جماعت میں شامل ہونے کا شوق پیدا ہو۔

تحقیقات سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ روم کا ظالم بادشاہ نیرون تا نیرو بھی اسی اغریپا کے خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس خاندان کے دو حصے ہو گئے تھے ایک فلسطین پر حکومت کرتا تھا بخت نصر شاہ عراق نے شکست فاش دے کر انہیں قید کر لیا۔ ہیکل سلیمان کو تباہ کیا۔ اور بہت سے یہودی گرفتار کر کے ساتھ لے گیا۔ اس خاندان کے کچھ لوگ روم کی طرف بھاگ گئے۔ نیرو بادشاہ انہیں میں سے تھا (عہد حکومت ۵۴ تا ۶۸ء) جس نے پولس کو قتل کر کے عیسائیت کو تہس نہس کیا۔ اور روم میں یہودیت کا پنجہ استبداد گاڑ دیا۔ رومی یہودیوں نے نیرون کے عہد حکومت میں مشرق و مغرب میں فتنہ و فساد، لاقانونیت اور جبر و استبداد میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

رومی یہودیوں کا یہ فرقہ دراصل یہودی عورتوں ہی کی اولاد تھی یہ لوگ اس لئے یہودی کہلاتے تھے کہ یہودی شریعت کے مطابق اولاد خواہ یہودی عورت کی طرف سے ہو یا مرد کی طرف سے۔ وہ بہرحال یہودی ہے اور ان کے نام باقاعدہ ان کے معبدوں کے ریکارڈ میں درج کئے جاتے تھے۔

---

[1] (۳۷ تا ۴ ق م) اس کا ذکر تورات میں بھی آیا ہے (بحوالہ المنجد) مترجم

فری میسن کی اقسام | فری میسن فی الحقیقت تین گروہوں میں منقسم ہے۔

۱۔ عام خفیہ تنظیم۔

۲۔ شاہی فری میسن جو دنیا کے سربراہانِ مملکت اور بڑے لوگوں سے روابط قائم کرتی ہے۔

۳۔ فری میسن کی ظاہری سرخ تنظیم جسے اشتراکیت کہتے ہیں۔

عام خفیہ تنظیم | جسے عموماً قرمزی تنظیم کہا جاتا ہے اس کے ۳۳ درجات (قواعد و ضوابط) ہیں جو خالصتہً رموز یا کوڈ ورڈز (CODE WORDS) کی شکل میں ہیں۔ بظاہر یہ لوگ بنی نوع انسان کی حریت فکر اور آزادیٔ ضمیر اور سماجی کفالت کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔ لیکن ان کا اصل مقصد دینی، سیاسی اور نظام حکومت کے مسائل میں جھگڑے برپا کرنا ہوتا ہے۔

یہ فرقہ اپنے ہر درجہ یا منزل پر زیادہ تر رموز یا کوڈ ورڈز سے کام لیتا ہے۔ اراکین تحریک ان رموز کے معانی معانی خوب سمجھتے ہیں اور انہی رموز کے ذریعہ ہدایات وصول کرتے اور اپنے نائبین تک پہنچاتے ہیں جنہیں عام لوگ سمجھ نہیں سکتے۔ اسی طریقہ کار سے یہ لوگ کسی آدمی کے روابط اس کے دین، وطن، قوم اور سیاست سے منقطع کرتے ہیں۔ اور اپنی خالص یہودی تنظیم و فرائض کی اشاعت کرتے ہیں۔

اس تحریک کے ارکان کو ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک ترقی کرنے کے لئے مختلف قسم کے امتحان دینا پڑتے ہیں۔ اور ہر امتحان کے بعد اس رکن کو بڑے استاد یا سکریٹری جنرل کی طرف سے سرٹیفکیٹ عطا کیا جاتا ہے۔ پہلے یہ سرٹیفکیٹ عبرانی زبان میں لکھے جاتے تھے۔ پھر دو زبانوں میں لکھے جانے لگے۔ مقامی زبان میں اور عبرانی زبان میں لیکن اب صرف مقامی زبان میں لکھے جاتے ہیں۔ تاکہ عام لوگ اس یہودی تحریک سے قریب ہوں اور اس تحریک کی بنیاد کی تاریخ چار ہزار (۴۰۰۰) سال قبل مسیح بتائی جاتی ہے[۱]۔ اس تحریک کے ارکان ہر غیر یہودی اقتدار کے دشمن ہوتے ہیں۔ خواہ یہ دینی نوعیت کا ہو خواہ تمدنی ہو یا سیاسی ہو۔ اور انہی تین کلیدی شعبوں سے متعلق ہی رموز استعمال کئے جاتے ہیں۔ فری میسن کے ارکان کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ انہی تین شعبوں کو اپنی اغراض کے مطابق ڈھالنے کے لئے کام کرے۔

شاہی خفیہ تنظیم | اس تحریک کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر ملک کے سربراہان، وزراء اور ہر شعبہ کی بڑی بڑی شخصیتوں اور ارباب حل وعقد سے روابط قائم کرے۔ ان لوگوں کو ان کی اغراض کی تکمیل کے لئے مکمل حمایت اور ضمانت کا یقین دلایا جاتا ہے۔ فری میسن کی خفیہ تنظیم کے اس گروہ کو خفیہ شاہی تنظیم کہا جاتا ہے اور

---

[۱] حالانکہ اس تحریک کے بانی ہیرودوس اغرپیا کا عہد حکومت ۳۷ء تا ۴۴ء ہے۔ مترجم

اس مخصوص گروہ کا مقصد جیسا کہ تورات میں مذکور ہے۔ یہودی مذہب کا احترام اور فلسطین میں قومی وطنیت کے نام پر یہودی حکومت کا قیام ہے۔ نیز مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمان کی تعمیر بھی ان کا بنیادی مقصد ہے۔ جو ان کی قومیت کا نشان ہے۔ یہ لوگ تمام دنیا میں پھیلے ہوئے یہودیوں میں اس بات کی اشاعت کرتے رہتے ہیں کہ ان کا مقصد فلسطین میں اسرائیل کی حکومت کا قیام اور ایسے تمام تر علاقوں کی بازیافت ہے جہاں موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل نے قیام فرمایا تھا۔ خصوصاً جزیرہ سینا جہاں طور پہاڑ ہے۔ جس پر موسیٰ علیہ السلام چڑھے اور اللہ تعالیٰ سے بات چیت ہوئی اور ان پر تورات نازل ہوئی تھی۔ علاوہ ازیں بیت المقدس میں مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل سلیمان کی تعمیر ان کے مقاصد میں شامل ہے۔ یہ تحریک یہودیوں کو اس بات کا یقین دلاتی ہے کہ جب تک یہودیوں کے شعائر والے علاقہ جات واپس نہ لیے جائیں۔ ان کے مقاصد کی تکمیل نہیں ہو سکتی۔ اور جو مالی فنڈ عام خفیہ تنظیم سے وصول ہوتا ہے وہ سب کچھ اس شاہی تنظیم کے مقاصد کی تکمیل پر خرچ کر دیا جاتا ہے۔ گویا شاہی تنظیم عام فری میسن تنظیم کا تتمہ ہے۔

اس شاہی خفیہ تنظیم کی غرض وغایت فلسطین میں "اسرائیل کبریٰ" کی حکومت کا قیام اور اس کی توسیع ہے جو کہ تمام جزیرہ عرب۔ شام۔ لبنان۔ عراق۔ مصر اور شمالی افریقہ کے بڑے ممالک سے لے کر صحرائے اعظم کے جنوب تک پھیلی ہوئی چاہیئے۔ اسی پلاننگ کی بنا پر اب اسرائیل افریقی ممالک سے اپنے تعلقات بڑھا رہا ہے۔ کہیں مالی امداد و اعانت کی جاتی ہے۔ کہیں اقتصادیات پر قابو پایا جاتا ہے۔ اور کہیں ان ممالک کی تنظیموں میں جھگڑا و فساد برپا کیا جاتا ہے۔ تاکہ جب بھی بن پڑے ان ممالک میں آسانی سے اقتدار حاصل کیا جا سکے۔ اس تحریک کے ارکان کے چار درجے ہیں۔ مبتدی۔ کارکن۔ استاذ اور رفیق (کامریڈ) کامریڈ فری میسن کا سب سے بلند درجہ ہے۔ لینن۔ سٹالن۔ ٹرائسکی وغیرہ سب کامریڈ تھے۔

سرخ فری میسن یا اشتراکیت | یہ تنظیم عموماً یہودی تنظیم نہیں سمجھی جاتی۔ کیونکہ اس میں شاہی خفیہ تنظیم کے چند افراد کی شمولیت کے سوا بظاہر اس کا یہودی تنظیموں میں کوئی تعلق نظر نہیں آتا۔ اور یہ چند لوگ جو اس میں شامل ہوتے سب رومی النسل یہودی ہیں۔ اس فرقہ کی غرض وغایت تمام عالم میں لاقانونیت اور بے چینی کی عام لہر دوڑا کر اور اضطراب پیدا کر کے شاہی خفیہ تنظیم کے لئے میدان ہموار کرنا ہے۔ اور یہ بات ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اشتراکیت کی تنظیمیں جو اقصائے عالم میں کام کر رہی ہیں سب صیہونی یہودیوں کے ہاتھ میں ہیں۔ جو انہیں مناسب ہدایات دیتے، ان کی مالی امداد کرتے اور دوسری اقسام کی مدد اور توجہ دیتے رہتے ہیں۔ اور ان کے آلہ کار وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے ملک میں کسی نہ کسی طرح کا تفوق رکھتے ہیں۔

اشتراکیت بھی عالمی صیہونیت کی ایک شاخ اور اسی کی آلہ کار ہے۔ عالمی اشتراکیت اور عالمی صیہونیت کے درمیان ایسے خفیہ روابط پائے جاتے ہیں کہ سرخ اشتراکیت عالمی صیہونیت کے مرکز اعلیٰ کی

ہدایات پر عمل پیرا ہو کر تمام دنیا کی فضا اس کے لئے سازگار بنا رہی ہے۔

اس گروہ کی غرض و غایت یہودیوں اور ماسونیوں کی وساطت سے روم میں اپنی حکومت کا قیام ہے۔ جس پر ان کے بزرگ حکمران رہ چکے ہیں جس طرح ان کے بزرگ نیرون نے روم کو تہس نہس کیا تھا یہی کچھ کر کے یہ لوگ، روم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس گروہ کی ایک ایسوسی ایشن نیویارک (امریکہ) میں قائم ہے جس میں یہودیوں کے بھی خاص خاص اشخاص ہی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس ایسوسی ایشن کے اجلاس کب اور کہاں ہوتے ہیں۔ اس کے ممبران اور خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا یہی لوگ مختلف وسائل کو بروئے کار لا کر یہودی مال و دولت سے کام لے کر مختلف ممالک میں مختلف تنظیمیں قائم کر کے تمام دنیا میں اقتصادی، سیاسی اور اجتماعی زندگی میں اضطراب پیدا کرتے اور لوگوں کے ضمیر خریدتے ہیں۔ اور مسیحیت کو دنیا سے نیست و نابود کر کے، نیز دوسرے ادیان کا خاتمہ کر کے تمام عالم کو یہودی بنانے پر تلے بیٹھے ہیں۔

اس ایسوسی ایشن کا طریق کار یہ ہے کہ وہ طلبا اور مزدوروں میں تخریبی تحریکیں چلا کر عام بے چینی کی فضا پیدا کر دیتی ہے۔ اسی طرح مختلف ممالک میں رہنے والے یہودیوں کو ان ممالک کے بڑے لوگوں سے رابطہ قائم کر کے انہیں ہر طرح سے اطمینان مہیا کیا جاتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ اسرائیلی ہوں۔ اور یورپ یا امریکہ کے باشندے ہوں۔ ایسے یہود کے فرائض یہ ہیں کہ وہ اسرائیلی فوج کی امداد بھی کریں اور خود بھی اپنے وطن مالوف اُم اسرائیل کی خاطر دو سال جبری فوجی ٹریننگ حاصل کریں جس کی صورت یہ ہے کہ وہ ہر سال تین ہفتہ کے لئے اسرائیل جائیں اور جدید جنگی اسلحہ کی تکنیک اور تربیت حاصل کریں۔

بلاد اسلامیہ کے بعض ذمہ دار افراد یہ سمجھتے ہیں کہ ایسے یہودی برضا و رغبت اسرائیل جاتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ یہ لوگ خالص یہودی النسل ہوتے ہیں اور اسرائیل حکومت انہیں بلاد اسلامیہ سے جنگ سے قبل انتہائی خفیہ طور پر اپنے ہاں بلا لیتی ہے۔ تاکہ وہ مادر وطن کا دفاع کر سکیں۔ یہ بات مجھے بعض یورپین یہودیوں سے بنفس نفیس معلوم ہوئی ہے۔ کہ یہ لوگ عربی دنیا کی ہلاکت کے لئے اسرائیلی خواہشات کے آلہ کار ہوتے ہیں۔

شاہی خفیہ تنظیم اور سرخ اشتراکیت کا باہمی تعلق

ان دونوں تنظیموں کا ہدف یا آخری منزل ایک ہی ہے۔ شاہی خفیہ تنظیم اس لئے قائم کی گئی کہ فلسطین میں اسرائیل کی حکومت قائم ہو۔ بعد ازاں عرب ممالک بحر شمالی افریقہ کے جنوب تک کے ممالک کو حکومت اسرائیل کا مطیع و منقاد بنا کر انہیں یہودی بنایا جائے اور اشتراکیت کے طریقے بروئے کار لا کر تمام دنیا کی فضا کو یہودیت کے لئے سازگار بنایا جائے۔ اور ان کے اس ہدف کو اس خوف سے ظاہر نہیں کیا جاتا تاکہ تمام دنیا ان کے ناپاک عزائم سے آگاہ ہو کر ان سے برسر پیکار نہ

ہو جائے۔ اور ان پر عرصہ حیات تنگ نہ کردے۔ سو یہ قرار پایا کہ اشتراکیت اپنے انتظامات کے علاوہ دوسرے ممالک میں یہ اسلوب اختیار کرے کہ چھوٹوں (نوجوانوں) کو جو نا پختہ عقل ہوتے ہیں اور غریب مزدوروں اور کسانوں کو استعمال کیا جائے۔ اور انہیں دھوکہ دے کر پراگندگی پیدا کی جائے جب اس کام کی تکمیل ہو جائے تو بلا خوف و خطر تمام دنیا پر یہودی حکومت کا اعلان کر دیا جائے۔ بعدازاں اسباط اسرائیل کی اولاد میں سے کسی کو بادشاہ مقرر کر دیا جائے جو تمام دنیا کا بادشاہ ہوگا۔ اور ایسی یہودی حکومت مارکس۔ لینن۔ ہرزل۔ زنگفیل اور نوردو کے پلہ کے لوگوں کی وساطت سے قائم ہو سکتی ہے۔ اور یہ سب لوگ صیہونی اشتراکیت کے عمائدین تھے جنہوں نے عام دینی طبعی اور سیاسی بنیادوں کو مسمار کیا۔ تاکہ اشتراکیت کی بنیادیں استوار کی جائیں۔ یہ سب لوگ تخریب کار تھے۔ کیونکہ ان کے اعمال کے نتائج فتنہ و فساد کی شکل میں رونما ہوتے۔ اشتراکیت ایک خطرناک بیلچہ ہے جو اجتماعی تنظیموں کو بنیادوں سے اکھاڑ دیتا ہے۔ اشتراکیت کے بانی جو اپنے گمان کے مطابق مزدوروں اور انسانیت کے ہمدرد بن کر معاشرہ سے انتقام پر آتے ہیں۔ اپنے اصول لوگوں پر ظاہر نہیں کرتے بقول خود مزدوروں کو زندگی بخشنے اور انسانیت کو آرام پہنچانے کے لئے اشتراکیت کا جھنڈا پھیلاتے ہیں۔ حقیقتاً وہ اپنا کام نہایت رازداری سے کرتے اور سوچی سمجھی سکیم کے مطابق حملے کرتے ہیں۔ اور اس طرح دھوکے سے لوگوں کے افکار و نظریات پیدا کر کے یہودی صیہونیت کے افکار رائج کرتے۔ انہیں یہودی شریعت کے تسلیم کرنے کے لئے تیار کرتے اور مسیحی دنیا سے مسیحیت کے خاتمہ کے درپے ہوتے ہیں۔ کسی ملک کے اقتصادی تمدنی اور اجتماعی امور کو بداخلاقی اور اپنے تخریبی کاموں سے تباہ کر دیتے ہیں اور جو شخص صیہونیت کے دانشوروں کے پروٹوکول (قواعد و ضوابط) کو جانتا ہے۔ اسے قوی دلائل کی بنا پر یہ ثبوت مل جاتا ہے کہ عامۃ الناس کے لئے عموماً اور مسیحی دنیا کے لئے خصوصاً ان کے عزائم کس قدر ناپاک ہیں۔ عالمی صیہونیت کے یہ اغراض و مقاصد عالمی اشتراکیت کے پس پردہ چھپے ہوتے ہیں۔

اشتراکیت کے زعماء غیر یہودی ممالک کی امداد کیوں کرتے ہیں؟

بعض اشتراکیت کے علمبردار غیر یہودی ممالک کی مالی اور انفرادی امداد کرتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصد حکومت میں اثر و نفوذ حاصل کر کے، اور جمہوریت کے ذریعہ اپنے وفادار اشخاص کو آگے لا کر وسیع تر میدان میں اپنے اغراض کی تکمیل کرنا ہوتا ہے۔

اس طرح یہودی اور عالمی صیہونیت عالمی اشتراکیت کی وساطت سے اپنے مقاصد کو پروان چڑھانے کے لئے کوشش کرتی ہے اور بعدازاں جب عالمی اشتراکیت اپنا حلقہ اثر وسیع کرے گی تو عالمی یہودی حکومت کا اعلان کر دیا جائے گا۔ اور تمام لوگوں کو یہودی بنا کر اشتراکی نظام کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا جائے گا۔

عالمی صیہونیت اور عالمی اشتراکیت میں فرق | اشتراکیت کے علمبردار اس بات میں کوشاں ہیں کہ اشتراکیت کو سہولت اور سرعت کے ساتھ یورپ۔ شرق اوسط اور مشرق بعید میں پھیلایا جائے۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد عالمی اشتراکیت اپنے اس مؤقف میں عالمی صیہونیت سے قوی تر ہونے لگی ہے۔ اشتراکیت دنیا پر پھیلاؤ ضرور چاہتی ہے لیکن لوگوں کو یہودی بنانا نہیں چاہتی۔ جب کہ عالمی صیہونیت لوگوں کو یہودی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اور جب سے عالمی صیہونیت نے دھوکا اور عالمی فریب کی بنا پر اسرائیل کی حکومت قائم کی ہے۔ پھر جنگ حزیران (جون ۱۹۶۷ء) کے بعد پھیلنے لگی ہے۔ اور اب اس نے بلاد اسلامیہ سے جنگ کا ارادہ کر لیا ہے تو اشتراکیت کو یہ خطرہ محسوس ہونے لگا ہے کہ جب بھی عالمی صیہونیت کا بس چلے گا وہ اشتراکیت کو اسرائیل میں جذب کرے گی۔ اور دنیا پر اس کی حکمرانی قائم ہو جائے گی۔ اشتراکیت اس حد تک عالمی صیہونیت کی مؤید ضرور ہے کہ فلسطین میں حکومت اسرائیل قائم ہونی چاہئے۔ لیکن وہ فلسطین سے حدود تجاوز کرنے کے حق میں نہیں ہے۔ کیونکہ ایک کی وسعت اور قوت دوسری کے زوال کا سبب بن جائے گی۔ اسی لئے ان دونوں تنظیموں کا یہ پوشیدہ اختلاف کافی شدت اختیار کر چکا ہے۔ عالمی صیہونیت اور اشتراکیت دونوں کی چکی اس محور کے گرد گھوم رہی ہے کہ عالمی اقتدار کے معاملہ میں کونسی تحریک دوسری پر غلبہ حاصل کرتی ہے۔

بعض یورپی اشتراکی ممالک کے حکام پر یہ بات واضح طور پر ثابت ہو گئی ہے کہ وہ عالمی صیہونیت کے آلہ کار بنے ہوئے ہیں جسے انہوں نے بڑی شدت سے محسوس کیا ہے۔ اور اپنی عقل کی آواز اور وطن کی ندا کو قبول کرتے ہوئے ان بھونڈے نتائج کو اپنی روشن آنکھوں سے ملاحظہ کیا ہے کہ اشتراکیت نے کس طرح ان کے ملک اور ان کی قیادت۔ ان کی مذہبی۔ اقتصادی۔ اجتماعی۔ ثقافتی اور اخلاقی حالت کو تخریب کاری کے ذریعہ زیر و زبر کر کے رکھ دیا ہے۔ اور کس قدر جانیں اس دوران ضائع ہوئیں۔ وہ لوگ اشتراکی نظام اور خود اپنی حکومت کے خلاف بھی ایجی ٹیشن کر رہے ہیں۔ اور اشتراکیت کے مادر وطن روس سے علیحدہ ہونا چاہتے ہیں۔ یہ جو کچھ مشرقی یورپ میں نمودار ہو رہا ہے وہ اس بات کی وضاحت کے لئے کافی ہے کہ یہ لوگ اشتراکیت کے پردے میں چھپے ہوئے عالمی صیہونیت کے چنگل سے آزاد ہونا چاہتے ہیں۔

مغربی ممالک اور صیہونیت | مغربی ممالک جن کے سربراہ انگلستان۔ فرانس۔ جرمنی اور امریکہ ہیں۔ انہوں نے ہی عالمی صیہونیت کو پروان چڑھانے کے لئے مغربی ممالک میں یہودیت کے بیج بوئے اور اس کی رعایت اور حمایت کے معاہدے کئے حتیٰ کہ یہ تحریک ابھری۔ جوان ہوئی اور اپنے پاؤں پر کھڑی ہو گئی پھر اسے معاہدہ بالفور ۱۹۱۷ء کی رو سے مضبوط بنایا گیا۔ اور بزور بازو فلسطین میں اسرائیلی طرز کی حکومت کا پلان

تیار ہوا۔ اور اس کی اسلحہ سے بھی اور حمایت کے اعلان سے بھی مدد کی گئی۔ اس چھوٹی سی غیر شرعی مملکت کو بنیاد اور مرکز قرار دیا گیا تاکہ یہاں سے شرق اوسط پر دوسری بار غلبہ حاصل کیا جائے۔ امتِ اسلامیہ کو ختم کرنے کے لئے سلطان عبدالحمید نامی کے عہدِ خلافت میں ترکی اور عربی ممالک کے درمیانی علاقہ کو فتنہ و فساد برپا کرکے تباہ کیا گیا۔

پھر عالمی صیہونیت نے مغربی ممالک کے بل بوتے پر ترکی کے حکام کے ضمیروں کو خریدا اور مصطفےٰ کمال پاشا کی قیادت میں ترکی میں تحریکِ انضباط چلائی گئی۔ تاکہ خلافت اسلامیہ کا مکمل طور پر خاتمہ ہو سکے۔ ترکی میں یہ تحریک کامیاب ہوئی تو مصطفےٰ کمال نے بلاد اسلامیہ سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ یہ پہلا کیل تھا جو امتِ اسلامیہ کی نعش میں ٹھونکا گیا۔ اس طرح یہ حکومت عالمی صیہونیت کی عیاریوں کی وجہ سے اور مغربی استعماری طاقتوں کے واسطہ سے کمزور پڑ گئی۔ اور یہ سب کچھ ان فوجی انقلابات کے علاوہ تھا۔ جو دنیا میں اور بلادِ اسلامیہ میں برپا کئے جا رہے تھے۔ اس طرح حکومت ترکی کے لئے ایسے حالات پیدا کر دیے گئے کہ وہ دین سے یکسر علیحدہ ہو گئی۔ وہ نام کو تو اسلامی سلطنت تھی مگر عملاً علمانی (سیکولر) سلطنت بن گئی۔ پھر یہ سلطنت یہودی اشتراکیت کے جنگل میں پھنس گئی۔ اور فوجی تحاریک کے علمبرداروں کو کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا۔

لیکن جب ماضی قریب میں عالمی یہودی صیہونیت کے عزائم آشکارا ہو گئے۔ اور بعض صاحبِ بصیرت حکام کو یہ حقائق معلوم ہو گئے۔ جیسے روس میں قیصر کے حکام کو معلوم ہوتے تھے تو غیرت مند مسلمانوں نے یہودیوں کی شرارتوں سے دنیا کو بچانے کے لئے ان کا سامنا کیا۔ اور ہٹلر ڈکٹیٹر جرمنی نے، جو یہودی اور صیہونی تھا اور مسیحیت کو مٹا کر دنیا کو یہودی بنانا چاہتا تھا۔ ایسے بہت سے لوگوں کا صفایا کر دیا جو کھل کر سامنے آ گئے تھے۔ اور اگر ہٹلر کے مقدر میں فتح ہوتی تو دنیا ان لوگوں کے یہودی بنانے کے ناپاک عزائم اور شرارتوں سے کبھی محفوظ نہ رہتی۔ اور اگر یہودی دنیا پر قابض ہو جاتے تو مغربی مسیحی دنیا بذاتِ خود بھی بھیانک انجام سے نہ بچ سکتی۔

لیکن ہٹلر سے مقابلہ کے وقت ان مغربی سربراہان مملکت کی آنکھیں اندھی ہو گئیں۔ اور عقل پر پردہ پڑ گیا۔ وہ ہٹلر کی شدت ناپسندیدگی کی وجہ سے مقابلہ کر رہے تھے اور یہ نہ سمجھ سکے کہ وہ کہتا کیا ہے۔ اور یہودی یہ کوشش کر رہے تھے کہ یہ مغربی سربراہان ہٹلر کے انداز فکر اور مسیحیت کو مٹانے کے لئے ہمارے عزائم سے آگاہ نہ ہو سکیں۔ سو ان یہودیوں نے ان مغربی زعما کا رخ اشتراکیت کی طرف موڑ دیا تاکہ مل کر ہٹلر کا مقابلہ کیا جائے۔ مغربی زعما اس وقت تک اندھے ہی رہے جب تک کہ اشتراکی مملکت روس، جو کہ عالمی صیہونیت کا نتیجہ ہے سے تباہ کن اسلحہ کا واقعہ پیش نہ آیا۔ کاش کہ مغربی زعما یہ سمجھ جائیں کہ وہ تمام قربانیاں جو عرب اور مسلمانوں نے اسرائیل کے مقابلہ میں دی ہیں وہ ان قربانیوں کے مقابلہ میں بہت قلیل ہیں۔ جو اگر اس وقت یہودی غالب آ جاتے تو عام دنیا کو عموماً

اور مسیحی دنیا کو خصوصاً ان کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لئے دینا پڑتیں۔ ان یہودیوں کے قدم مغربی دنیا میں جم چکے ہیں یعنی افریقہ اور روس اور مشرقی اشتراکی یورپ پر ان کا تسلط ہو چکا ہے۔ جو آہستہ آہستہ مغربی یورپ کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔ اور اب مشرقِ بعید سے ہوتے ہوئے شمال اور جنوبی امریکہ کے بڑے بڑے ممالک تک پہنچ رہا ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ان سب کو یہودی بنا کر دم لیں گے۔ اور عالمی یہودی سلطنت کا اعلان کر دیا جائے کاش کہ مغربی زعما مسلمانوں اور اسلام سے ناپسندیدگی اور کینہ نہ رکھتے جب کہ اسلام مسلمانوں کو دوسرے ادیان کے لئے محبت اور احترام سکھاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں فرمایا ہے۔ کاش یہ لوگ اپنے کالے لوگوں سے کینہ نہ رکھتے تو یہ سب مل کر یہود کے مقابلہ میں ضرور کامیاب ہوتے۔ اور عالمی اشتراکیت کے لئے بلائے مبرم ثابت ہوتے۔ اسرائیلی حکومت اور دنیا میں یہودیوں کی شان و شوکت ختم ہو جاتی۔ اور اس کے لئے کوئی جنگ بھی نہ لڑنی پڑتی۔ اور عالمی یہودیت کی اس پلاننگ سے محفوظ رہتی۔

یہ بات حیرت انگیز اور قابلِ افسوس ہے کہ یہودی اہلِ یورپ اور اہلِ امریکہ کو کمزور سمجھتے ہیں انہیں حقیر جانتے اور اپنے ناپاک مقاصد کی تکمیل کے لئے انہیں استعمال کرتے اور ان سے اپنی بات منوا لیتے ہیں۔ یورپ انگلینڈ، شمالی امریکہ اور جنوبی امریکہ کے دارالخلافہ ہائے کے لئے خواہ ان حکومتوں کے امور داخلی ہوں یا خارجی تل ابیب سے احکام جاری ہوتے ہیں تاکہ اسرائیل اور عالمی صیہونیت کے مفادات کا پورا پورا لحاظ رکھا جا سکے۔

بنا بریں تمام دنیا کے صاحب عقل و شعور لوگوں کو اور خصوصاً یورپ، انگلینڈ اور امریکہ کے دانشوروں کو پکار کر کہتا ہوں کہ وہ اپنی سیاست میں تبدیلی پیدا کریں۔ عقل و ہوش سے کام لیں۔ اور مزید وقت ضائع کئے بغیر اپنے دین اور وطن کے مفادات کے لئے فیصلے کریں۔ عالمی صیہونیت اور یہودیوں کی پلاننگ کے خلاف سینہ سپر ہو جائیں تاکہ انسانیت کو یہود کی ان تباہ کاریوں سے بچا سکیں جو وہ عالمی اقتدار کے حصول کی خاطر برپا کرنا چاہتے ہیں ⁂

دینی کتابوں کے آفسٹ نیگیٹو، پازیٹو بنانے کا ممتاز ادارہ
تشریف لائیے
چوک داتا صاحبؒ راوی روڈ لاہور
اورینٹ پروسیس
آفسٹ پرنٹنگ کیلئے
ڈرائنگ - بلاک - فلم سلائیڈ اور بلاک
آفسٹ - نیگیٹو - پازیٹو - لائن - ہاف ٹون